کتاب نما

تیسیر القرآن، جلد اول، مولانا عبدالرحمٰن کیلانی۔ ناشر: مکتبۃ السلام گلی ۲۰، وسن پورہ، لاہور۔ صفحات: ۶۷۹۔ قیمت: ۱۸۰ روپے۔

کیلانی مرحوم کا تعلق ایک علمی خانوادے سے تھا۔ بچپن ہی میں والد نے قرآن پاک باترجمہ پڑھا دیا۔ قرآن سے یہ تعلق عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہا۔ فطری اور طبعی ذوق جستجو کے نتیجے میں مرحوم نے مترادف القرآن تصنیف کی۔ پھر ایک مختصر کتابچہ قرآن نافہمی کے اسباب اور ان کا حل بھی تحریر کیا۔ وہ اعلیٰ درجے کے خوش نویس بھی تھے۔ قرآن حکیم کے جو مختلف نسخے حکومت سعودی عرب نے شائع کیے ان میں سے ایک مصحف المدینۃ النبویۃ کے قرآنی متن کے سلسلے میں مرحوم کیلانی صاحب کے کتابت شدہ خط کو ہی منتخب کیا گیا۔ زیر نظر تفسیر کا قرآنی متن بھی ان کا اپنا کتابت شدہ ہے۔ (ترجمہ اور تفسیر کی کتابت مشینی ہے مگر اچھی خوبصورت)۔

تیسیر القرآن کی یہ جلد اول سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الانعام کے ترجمہ و تفسیر پر مشتمل ہے۔ دیباچے میں اسے "تفسیر بالحدیث" قرار دیا گیا ہے۔ اس میں کسی بھی موضوع یا مسئلے پر زیادہ سے زیادہ احادیث کے حوالے دینے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانیؒ نے دیباچے میں کہا ہے کہ یہ تفسیر کے کسی خاص مسلک یا فقہ کی ترجمانی کے بجائے براہ راست قرآن حکیم، صحاح ستہ کی صحیح اور حسن درجے کی احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین پر مبنی ہے (ص ۴)۔

مؤلف نے یہ تفسیر اپنے "علمی ذوق کی سیرابی کے لیے" لکھی ہے اور متعدد اردو تفسیروں، بشمول تفہیم القرآن کو پیش نظر رکھا ہے۔ صاحب تفسیر کا انداز معذرت خواہانہ نہیں ہے بلکہ باطل فرقوں اور گروہوں کی کوتاہیوں پر تنقید کرتے ہوئے "بدعی اور مشرکانہ خیالات پر ضرب کاری" لگائی ہے۔ اس تفسیر میں بعض مسائل پر تفصیل سے لکھا گیا ہے، جیسے: میراث کا مسئلہ (سورۃ النساء)۔ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ ۵:۶۷) کی تفسیر میں ۱۷ ایسے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جو رسول اکرمؐ کے قتل کی سازش سے متعلق تھے۔ قدجاء کم من اللہ نورٌ وکتابٌ مبین (المائدہ ۵:۱۵) کی تفسیر بھی خاصی مفصل ہے۔

ان کا یہ کہنا درست نہیں کہ سرسید احمد خاں نے "مغرب میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی" (ص ۱۸)۔ اس طرح یہ کہنا بھی محل نظر ہے کہ: "زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام سے فی الواقع انھی معنوں میں عشق تھا' جو مشہور و معروف ہیں" (ص ۳۴)۔ اول تو "زلیخا" افسانوی نام ہے۔ دوم: قرآن کے مطابق تو عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف پر ڈورے ڈالنے شروع کیے اور ایک روز انھیں صریحاً زنا کی ترغیب دے ڈالی (یوسف ۱۲:۲۳)۔ اسے "عشق" کیوں کر قرار دیا جا سکتا ہے--- لفظ "دہریئے" (ص ۴۵) اور گذارش (۶۸۰) کی صحیح کتابت "دہریے" اور "گزارش" ہے--- وغیرہ۔

قرآن حکیم کے تفصیلی اور تقابلی مطالعے کے لیے یہ ایک مفید کوشش ہے (رفیع الدین ہاشمی)۔

اصول فہم قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی۔ ناشر: ادارہ تدبر قرآن و حدیث، رحمٰن سٹریٹ، مسلم روڈ، سمن آباد، لاہور۔ صفحات: ۵۸۔ قیمت: ۳۴ روپے۔

اس مختصر کتاب میں مرتب عبداللہ غلام احمد نے مولانا اصلاحی کے بعض لیکچروں کو ٹیپ سے اتار کر پیش کیا ہے۔ قرآن فہمی میں مولانا کا مقام محتاج بیان نہیں۔ قرآن کو براہ راست سمجھنے میں جو اِشکالات پیش آتے ہیں، ان کے پیش نظر ہمارے ہاں ایک رجحان قرآن کو خود سے سمجھنے کی کوشش نہ کرنے بلکہ ۱۰۰ فی صد تفسیروں پر انحصار کرنے کا ہے۔

مولانا اصلاحی کا نام اس حوالے سے ممتاز ہے کہ انھوں نے ان اصولوں کو سمجھایا اور عام کیا ہے جنھیں اختیار کر کے ایک عام پڑھا لکھا شخص براہ راست قرآن سے اکتساب فیض کر سکتا ہے۔ اس کتابچے میں قرآن کی دعوت کے عقل و فطرت پر مبنی ہونے، اس کی ترتیب کے اتفاقی نہیں توفیقی ہونے اور اس کی زبان کے قریش کی زبان ہونے کو رواں، عام فہم انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ ناسخ و منسوخ کی بحث بھی اچھے انداز سے کی گئی ہے۔ قرآن کے طالب علموں کے لیے ایک نہایت مفید کتاب ہے (مسلم سجاد)۔

انسان اور اس کے مسائل، سید جلال الدین عمری۔ ناشر: اعلیٰ پبلی کیشنز، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۱۰۴۔ قیمت: ۳۶ روپے۔

انسانی زندگی میں شب و روز ایسے مسائل سر اٹھاتے رہتے ہیں جنھیں سمجھے بغیر انسانی قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں نہیں رہ سکتا، جس قدر انسان قدیم ہے اسی قدر اس کے مسائل قدیم ہیں۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب ۱۹۶۰ء میں بھارت میں چھپی تھی، اب اس کا عکس لاہور سے شائع کیا گیا ہے۔

عمری صاحب نے کائنات میں انسان کی حیثیت اور انسانی مسائل کو اپنی گفتگو کا عنوان بنایا ہے۔

آمریت' قومیت' سائنس' جمہوریت' مادہ پرستی اور شرک نے انسان کے لیے جو مسائل پیدا کیے ہیں ان پر الگ الگ ابواب میں بحث کی گئی ہے۔ اسلام نے انسان' انسان کی منزل اور انسان کے لیے مجوزہ لائحہ عمل کی وضاحت توحید' رسالت' آخرت' مواسات' احترام قانون اور شریعت کی بالادستی کے ذریعے کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی قانون نے اپنے ماننے والوں کے لیے امن' سلامتی' عزت نفس انسانی اور عالمگیر خیرخواہی کا راستہ بھی کھول دیا ہے۔

سید صاحب کا انداز داعیانہ ہے۔ وہ دقیق مسائل کو روز مرہ مثالوں سے واضح کرتے ہیں۔ ماضی قریب میں فلسفے اور دور جدید میں سائنس نے جس طرح انسانی ذہن کو مسحور کیے رکھا ہے' اس پر بھی کلام کیا گیا ہے۔ سید صاحب کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ انسان خدائی رہنمائی سے الگ تھلگ ہو کر جو راستہ اختیار کرے گا اس میں اس کے بھٹکنے اور دوسرے انسانوں کو گمراہ کرنے کے وسیع امکانات موجود ہیں' اس لیے اسلام کے ماننے والے بھی اس کے پیش کردہ نتائج کا فہم حاصل کریں اور اس کے ساتھ ساتھ اس پیغام کی حقانیت کو بھی اقوام عالم کے سامنے پیش کریں (محمد ایوب منیر)۔

اسلام اور ذات پات' ڈاکٹر مظہر معین۔ ناشر: اوبستان' ۴۳- ریٹی گن' لاہور۔ صفحات: ۲۶۴۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

اسلام کا مزاج آفاقی ہے مگر بدقسمتی سے مرور زمانہ کے ساتھ مسلم معاشرہ بھی جاہلی تعصبات سے متاثر ہوتا چلا گیا۔ برعظیم میں ہندو سماج کے زیراثر مسلمانوں کے ہاں ذات پات کا امتیاز برتا جانے لگا۔ بیسویں صدی کی تحریکات آزادی کا ایک قابل قدر اور روشن پہلو یہ ہے کہ ان کے ذریعے مسلمانوں کے ہاں اسلامی اور ملی تشخص کا جذبہ نمایاں ہو کر سامنے آیا۔ ملی تشخص کے اسی جذبے کی بنا پر' پاکستان جیسا عظیم الشان ملک وجود میں آیا لیکن بدقسمتی سے ہندی مسلمانوں کی نفسیات میں ذات اور برادری کے تعصبات اس طرح رچ بس گئے تھے کہ یہ ملی جذبہ بھی ان تعصبات کو کلیتاً ختم نہیں کر سکا۔

گذشتہ چند برسوں میں مسلمانوں میں تعلیم کا تناسب بڑھا ہے' دینی اور اسلامی تحریکوں کے اثرات میں اضافہ ہوا ہے اور مسلمانوں کے اندر خوش حالی کے نتیجے میں حج اور عمرے کا رجحان بھی خاصا زیادہ ہو گیا ہے اور معاشرے میں ایک عمومی دین داری کی فضا بھی نظر آنے لگی ہے لیکن ان تمام قابل قدر رجحانات کے باوجود نمود و نمایش کا رجحان اور بتان رنگ و بو کا شکنجہ ہماری معاشرتی زندگی کو ابھی تک بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔

مصنف نے مسلم معاشرے کی اسی دکھتی رگ کو چھیڑا ہے۔ انھوں نے قرآن حکیم' سیرت رسولؐ اور

اسوۂ صحابہؓ کی روشنی میں ذات پات کے اسی جاہلی تصور کا تجزیہ کیا ہے۔ معاشرتی رویوں اور شادی بیاہ کے معاملات میں خاندانی امتیازات اور بے جا قسم کے تفوق اور برتری کے جھوٹے معیارات' طرح طرح کے فتنہ و فساد' جھگڑوں اور مقدموں کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ زیر نظر کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ حقیقی اسلامی تصورات اور ہمارے خود ساختہ معیارات میں بعدالمشرقین ہے اور ہم ذہنی و فکری اور معاشرتی و تمدنی اعتبار سے ابھی بہت کچھ اصلاح و ہدایت کے محتاج ہیں۔ زیربحث موضوع پر پروفیسر موصوف نے جو کاوش و عرق ریزی کی ہے وہ ان کے دلی اضطراب' دردمندی اور شدید اصلاحی جذبے کی غماز ہے۔ انھوں نے اپنے موقف کے حق میں جو تفصیلی شواہد مہیا کیے ہیں' وہ بہت مسکت' مستند اور جامع و مانع ہیں کیونکہ انھوں نے ذات پات اور نسلی اور نسبی تفریق کے موضوع پر مختلف مکاتب فکر کے نامور مفسرین' محدثین اور علماے کرام نیز زمانۂ حاضر کے بعض دانش وروں کی آرا جمع کر دی ہیں (د - ہ)۔

اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات' محمد طاسین۔ ناشر: مجلس علمی فاؤنڈیشن' شعبہ اقتصادیات' المدینہ گارڈن' جمشید روڈ نمبر ۲' کراچی۔

مولانا محمد طاسین اسلامی معیشت کے مختلف پہلوؤں پر کئی کتب اور مقالات لکھ چکے ہیں۔ زیرنظر کتاب میں مولانا نے اس بات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام جس عادلانہ نظام معیشت کو پیش کرتا ہے اس کا ایک دائرہ تو وہ ہے جس میں افراد اپنی اخلاقی تربیت اور حسن سلوک کے ذریعے معاشی فرق و امتیاز کو مٹانے اور پس ماندہ طبقات کو اٹھانے کے لیے سعی و جہد کرتے ہیں' اور دوسرا اہم شعبہ وہ ہے جس میں حکومت و ریاست اپنے اختیارات کو بروئے کار لا کر قانون سازی کے ذریعے ظلم و استحصال کا خاتمہ کرتی ہے۔ مصنف نے ایسے بارہ اقدامات کی نشان دہی کی ہے جن کے ذریعے اسلامی ریاست' معاشی عدل کا قیام عمل میں لاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر لوگوں کو کسب معاش کی جدوجہد پر لگانا' معاشی جدوجہد کے مواقع مہیا کرنا' کام کرنے والوں کے لیے مناسب معاوضے کا انتظام' صرف جائز حق ملکیت کا تحفظ' اور اس کے انتقال کی اجازت' تبادلہ اشیا و خدمات کے لیے حقیقی رضامندی کو لازمی شرط قرار دینا' انفاق کا فروغ لیکن بخل کی طرح اسراف و تبذیر کی بھی بیخ کنی' معیار معیشت میں سادگی اور بے جا امتیازات کا خاتمہ' محتاج و مساکین کی معاشی کفالت کا اہتمام' نظام زکوٰۃ کا موثر نفاذ' قانون وراثت' وصیت اور نفقات پر عمل درآمد وغیرہ۔

اس میں شک نہیں کہ مذکورہ بالا خطوط پر نظام معیشت کو استوار کرنے سے ایک مثالی' متوازن اور خوش حال معاشرہ وجود میں آسکتا ہے' لیکن یہ انقلابی کام وہی حکومت انجام دے سکتی ہے جو حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی مطیع فرمان ہو اور جس کی نگاہ میں اسلامی نظام حیات کا قیام و نفاذ اس کی

اولین ترجیح ہو۔ ایسی ہی مخلص حکومت اپنی قانونی اور انتظامی پالیسیوں کے ذریعے وہ سازگار ماحول وجود میں لاسکتی ہے جو اسلام کے منصفانہ معاشی اصولوں کے بار آور ہونے کی ضمانت دے سکتا ہے۔ محض عقائد کی پختگی سے اس کا وقوع پذیر ہونا امر محال ہے (پروفیسر عبدالحمید ڈار)۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ' عبدالرشید عراقی۔ ناشر: نور اسلام اکیڈمی' لاہور۔ صفحات: ۱۲۸۔ قیمت: ۴۸ روپے۔

برعظیم میں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے ساتھ ہی شیعہ سنی چپقلش کھل کر سامنے آنے لگی (اور مسلمانوں کے سیاسی زوال میں اس کا ایک اہم کردار تھا)۔ ہندووانہ رسموں کی طرف بھی مسلمانوں کا میلان بڑھنے لگا اور ان کے اندر جاہلانہ بدعات کا تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ اس کے ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کے ہاں پائی جانے والی خرابیاں سرعت سے مسلمانوں کی ثقافت کا حصہ بننے لگیں۔ ان حالات میں قدرت حق نے شاہ ولی اللہ اور ان کے جانشین علما و زعما کے ہاتھوں علوم قرآن و حدیث کی نشاۃ ثانیہ کا کام لیا۔ اس چیز نے مسلمانوں کو اپنے دین کا فہم و تدبر بھی بخشا اور اپنی اصلاح کا شعور بھی عطا کیا۔

زیر نظر کتاب اپنے نام کے حوالے سے اگرچہ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے علمی' عملی اور ادبی کارناموں پر مشتمل کتاب دکھائی دیتی ہے لیکن اس میں شاہ صاحب کے علاوہ ان کی اولاد کی علمی' تحقیقی' تدریسی' تبلیغی اور جہادی خدمات کا الگ الگ بھرپور تعارف بھی کرایا گیا ہے۔ مقدمے میں اس وقت کے عالم اسلام کے سیاسی اور تمدنی حالات اور ہندستان پر بیرونی حملوں اور ان کے اثرات کا ایک اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب میں مصنف نے شاہ ولی اللہ کے مختصر سوانحی خاکے کے بعد ان کے تدریسی اور تجدیدی کارناموں' اصلاح عقائد و دعوت الی القرآن' قرآن کے فارسی ترجمے فتح الرحمٰن' حدیث و سنت کی ترویج' فقہ کی تدوین اور ان کی معرکہ آرا تصنیف حجۃ اللہ البالغہ کے آئینے میں شریعت اسلامی کی ترجمانی وغیرہ جیسے موضوعات کو خالص تحقیقی انداز میں بیان کیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ' شاہ عبدالعزیزؒ' شاہ رفیع الدینؒ' شاہ عبدالقادرؒ' شاہ عبدالغنیؒ' شاہ اسماعیل شہیدؒ' شاہ محمد اسحاقؒ اور ان کے بعد سید نذیر حسین دہلویؒ کا ذکر کرتے ہوئے مؤلف لکھتے ہیں: "اس وقت برصغیر میں جہاں بھی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی دیتی ہے' وہ اسی خانوادۂ فضل و کمال کی خیر و برکت کی صدائے بازگشت ہے"۔

مصنف نے حالات و واقعات پر اپنی طرف سے بہت کم تبصرہ شامل کیا ہے۔ یہ کتاب مؤلف کی دقیق نظری اور محنت پر دلالت کرتی ہے۔ البتہ مختلف حوالوں کی بار بار تکرار سے کہیں کہیں گرانی محسوس ہونے لگتی ہے۔ طباعت دیدہ زیب ہے (سعید اکرم)۔

آل محمدؐ کا مہمان، آغا امیر حسین۔ ناشر: کلاسیک، چوک ریگل، مال روڈ، لاہور۔ صفحات: ۱۵۶۔ قیمت: یک صد روپے۔

ماہنامہ سپتنِک کے مدیر آغا امیر حسین کو ۱۹۹۷ء میں عراق، شام اور ایران کے مقدس مقامات کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اپنے سفر شوق کو انھوں نے جذبات عقیدت میں اس طرح ڈوب کر تحریر کیا ہے کہ قاری آغا صاحب کے ذوق مطالعہ، مسلم شخصیات سے بے پایاں لگاؤ اور تاریخ نویسی کی داد دیے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اردو سفرناموں کے انبار میں زیر نظر سفرنامے کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں اہم ترین مقامات کی ۸۰ سے زائد عمدہ تصاویر انتہائی قریب سے بنا کر شامل اشاعت کی گئی ہیں۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد دمشق، بغداد، قاہرہ اور استنبول کے ذکر ہی سے اسلامی تہذیب و ثقافت کا ایک منظر مرتب ہوتا ہے۔ امت مسلمہ جب ہزار سالہ عروج و اقتدار کے بعد زوال کا شکار ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہونا شروع ہوئی تو برعظیم میں مسلم حکمرانوں کے کئی خاندان اور ایران و شام میں کتنے ہی بادشاہ "سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف" کے گیت گنگناتے نظر آتے ہیں۔

عراق میں حضرت امام حسینؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے مزارات زیارت گاہ خاص و عام بنے رہتے ہیں، اسی طرح وہاں حضرت امام جعفر صادقؒ، حضرت امام موسیٰ کاظمؒ، حضرت امام علی نقیؒ کے علاوہ معرکۂ کرب و بلا میں شریک کتنی ہی پاکیزہ ہستیوں کے مدفن ہیں۔ ان سب کے تاریخی کردار، مقامات تدفین اور ان کے حالات زندگی سے آغا امیر حسین خوب آگاہ ہیں، وہ ہر ہر مقام کے بارے میں عقیدت سے احترام سے لکھتے ہیں۔ ایران میں دسترخوان امام رضاؒ، چہل دختران کے مزار کے علاوہ بیسویں صدی کی اہم سیاسی و مذہبی شخصیت امام خمینی کے مزار کی تفصیلات بھی موجود ہیں اور شام کے تاریخی مقامات کا تذکرہ بھی۔

مصنف نے کوشش کی ہے کہ تاریخی واقعات، مذہبی معلومات، ذاکرانہ روایات اور ذہنی واردات کو یکجا کر دیا جائے۔ تاریخی حوالے سے بعض واقعات اختلافی ہیں۔ عراق، شام اور ایران کی اقتصادی حالت، عوام الناس کے طرز زندگی، تعمیر و ترقی کی رفتار اور سیاسی نشیب و فراز کے بارے میں بھی مناسب معلومات موجود ہیں (م-ا-م)۔

رحمٰن، قرآن، انسان، پروفیسر رشید احمد انگوی۔ الخلیل ریسرچ سنٹر، ۶۹ سی، اعوان ٹاؤن، لاہور۔ صفحات: ۳۰۰۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

امت میں قرآن کی طرف رجوع اور خدمت قرآن کا شوق ایک خوش آیند امر ہے۔ اس

خوب صورت کتاب کے تین حصے ہیں۔ تیسرا حصہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ صاحب مضمون نے قرآنی مضامین کو تدریجی اشکال کے ذریعے نکات کی صورت میں پیش کیا۔ انھوں نے تقریباً ۵۰ صفحے کے جو چارٹ اور سلائیڈیں پیش کی ہیں ان سے مقرر یا مدرس کا کام آسان ہو گیا ہے۔

پہلے دو حصوں میں سے پہلے کو "اشارات" قرار دیا ہے اور دوسرے کو "قدرے تفصیلی مضامین"۔ تبصرہ نگار کا تاثر یہ ہے کہ صاحب کتاب نے جو دروس قرآن دیے ہیں' ان کے نکات پر مبنی یہ کتاب تیار ہوئی ہے۔ ہر موضوع اپنی جگہ بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن ان میں باہمی ربط پیدا کرنے کی گنجایش موجود ہے۔ ۱۴+۲۲ موضوعات پر درس قرآن دیے گئے ہیں۔ بعض مختصر (۲ ص) ہیں بعض طویل (۲۰ ص)۔ دین کامل کے عنوان سے درس میں انسان کی جسمانی ساخت اور حیاتیاتی وجود کے ذکر میں علم حیاتیات کی جھلک نظر آتی ہے۔

اشارات ہوں' تدریجی اشکال ہوں یا مختصر درس' صاحب کتاب نے قرآن کے مرکزی موضوع کو سامنے رکھا ہے۔ انھوں نے عصر حاضر کے پس منظر میں' انگریزی الفاظ بھی استعمال کیے ہیں' مثلاً اللہ کو سپرپاور قرار دینا' تنوع کے لیے ورائٹی کا لفظ وغیرہ۔ آیات کے عربی متن تقریباً نہیں دیے گئے ہیں۔ قرآن رحمٰن کا پیغام ہے کہ انسان کی ایسی تربیت ہو کہ وہ اس پیغام کو لے کر کھڑا ہو' اس راہ میں ہر صعوبت کو برداشت کرے۔ دنیا کے امتحان سے کامیابی سے گزرے اور اپنے رب کو راضی کر دے' اس کی جنت تک پہنچے (م-س)۔

کتاب فلاح' پروفیسر محمد منظور علی شیخ۔ علمی کتاب خانہ' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۵۶۴۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

بظاہر ایک عام سی کتاب ہے لیکن جب دیکھا جائے اور پڑھا جائے تو اس کی خوبیاں واضح ہوتی چلی جاتی ہیں۔ عموماً دین کے تقاضوں کو سمجھانے والی کتب کا انداز کچھ خشک سا ہوتا ہے یا متن میں اتنی عربی آجاتی ہے کہ ایک عام قاری کا سلسلہ فہم بار بار ٹوٹتا ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ آیات و احادیث کے مفہوم کو اردو متن میں سمو دیا گیا ہے اور ان کے عربی حوالے باب کے اختتام پر دے دیے گئے ہیں۔

جہاں تک میں سمجھا' کتاب فلاح سے مراد یہاں قرآن پاک نہیں ہے' بلکہ خود یہ کتاب ہے جس میں قرآن پاک سے رہنمائی حاصل کر کے فلاح کے راستے کو واضح کیا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بہت اچھی طرح واضح کیا گیا ہے۔ اسے بھی کتاب کی خوبی کہا جائے گا کہ مصنف قاری سے بے نیاز ہو کر نہیں لکھ رہا بلکہ اسے واقعی قاری کی فلاح سے تعلق ہے۔ چنانچہ اس کی دردمندی اور اخلاص ان دعاؤں سے ٹپکا پڑتا

ہے جو وہ جگہ جگہ اپنے رب کے حضور اپنے لیے اور قاری کے لیے کرتا ہے۔

کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اپنے مطلب کو بیان کرنے کے لیے خوب صورت اچھے اشعار سے مدد لی گئی ہے۔ کئی جگہ پنجابی اشعار بھی ہیں۔ اگر ان کے اردو ترجمے کا التزام کیا جاتا تو اچھا تھا۔

اگر کتاب کے حصے کیے جائیں تو ۱۳۰ صفحات تک بنیادی مباحث بیان کیے گئے ہیں یعنی دنیا اور اس میں انسان کی حیثیت۔ پھر ۲۰۰ صفحات میں کامیابی کے عملی طریقے کے عنوان سے متعین نیکیوں پر ابواب لکھے گئے ہیں، مثلاً شکر، ذکر، انفاق، احسان، پاک دامنی، توکل، تقویٰ وغیرہ اور ۱۰۰ صفحات متعین منکرات پر ہیں جن سے بچنا چاہیے: مثلاً جھوٹ، غصہ، بخل، زنا، غیبت وغیرہ۔ ان میں سے ہر باب مختصر، جامع اور دل نشین ہے اور اپنی جگہ خود ایک باب فلاح ہے۔ دعا کے باب میں قرآنی اور نبویؐ دعاؤں کا انتخاب بھی شامل کیا گیا ہے۔ آخری حصے میں ۱۰۰ صفحات تک پانچ عنوانات کے تحت بہترین اعمال کی تلقین کی گئی ہے: نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، توبہ استغفار کرو، نبیؐ پر درود بھیجو، اپنے رب سے دعا مانگتے رہو۔

اپنی شخصیت کی تعمیر کرنے کی خواہش رکھنے والے کسی بھی مسلمان کے لیے یہ واقعی ایک کتاب فلاح ہے۔ اس کا اصل زور علمیت سے زیادہ عملی رہنمائی پر ہے۔ سلیس رواں اردو میں بیان کیا گیا ہے اور کیونکہ مضامین کا مآخذ قرآن اور حدیث ہیں اس لیے ضروری باتیں متوازن اہمیت کے ساتھ اچھے انداز سے آگئی ہیں۔

کوئی نجی تعلیمی ادارہ اس کتاب کو اپنی درسی کتاب بنا سکتا ہے، کوئی ادارہ یا پروفیسر صاحب خود اس پر خط و کتابت کورس مرتب کر کے اس کی تعلیم بذریعہ ڈاک بھی دے سکتے ہیں۔ اس ضخیم مجلد کتاب کی قیمت صرف ۱۲۰ روپے رکھنا بھی شاید اسی لیے ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ہاتھ میں پہنچے اور ان کی فلاح کا باعث ہو (م - س)۔

ناروے میں ترجمان القرآن اور دیگر تحریکی لٹریچر اور رسائل کا مرکز
اسلامک کلچرل سنٹر
P.O. Box 9361, Gronland, N-1035, OSLO, NORWAY.

کوئٹہ میں ترجمان القرآن اور دیگر تحریکی رسائل کا مرکز
مکتبہ تحریک محنت، شارع فاطمہ جناح، کوئٹہ